Rimsha Attaria

Dora-tul-HAdees (Madani)

Bukhari shreef

آرزو تیرے دل میں ہے اگر مدینے کی
ذکر سن مدینے کا بات کر مدینے کی

Scanned with CamScanner

سورۃ بنی اسرائیل

الفاظ	معانی
نَفِیْرًا	جو شخص اس کے ساتھ روانہ ہو جائے
مَیْسُوْرًا	نرم
حَصِیْرًا	قید کرنے کی جگہ یعنی قید خانہ
حَقَّ	واجب ہو گیا
خِطْأً	یعنی گناہ اور یہ خَطِئَ کا اسم مصدر ہے
خَطَأً	خاء پر زبر ہے یہ گناہ کا مصدر ہے
خَطِئْتُ	میں نے خطا کی۔
تَخْرِقَ	تو زمین کو پھاڑ دے گا
اِذْ ھُمْ نَجْوٰی	یہ ناجیت کا مصدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت سرگوشی کی ہے۔ اس کا معنی ہے وہ سرگوشیاں کرتے ہیں
رُفَاتًا	چورا چورا ہونا
وَاسْتَفْزِزْ	تو اپنی آواز سے جن کو گمراہ کر سکتا ہے اور اپنے گھوڑوں اور پیادوں سے بھی کام لے۔
الرجل	الرجل، رجال کے معنی میں ہے اور اس کا واحد راجل ہے جیسے الصحب کا واحد صاحب ہے اور التجر کا تاجر
حَاصِبًا	سخت آندھی۔ آندھی جو کنکریوں وغیرہ کو پھینک دے ان کو بھی حاصب کہا جاتا ہے۔

حَصَبُ جَهَنَّمَ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جن کافروں کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا وہ اس کا ایندھن ہیں اور جب کوئی شخص چلا جائے تو کہا جاتا ہے حَصَبَ فی الارض۔
حَصَبَ کا لفظ اَلْحَصْبَاء سے مشتق ہے جس کا معنی پتھر ہے۔

Scanned with CamScanner

تَارَۃً — ایک مرتبہ۔ اس کی جمع تِیَرٌ اور تَارَاتٌ آتی ہے۔

لَأَحْتَنِكَنَّ — میں ان کو ضرور جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔ جیسے کوئی شخص کسی کا سارا علم لے لے تو کہا جاتا ہے: اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ۔

طَائِرَہٗ — اس کا حصہ۔

وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ — اس نے اپنی کمزوری میں کسی کو اپنا حلیف نہ بنایا

قَاصِفًا — وہ سخت آندھی جو ہر چیز کو اکھاڑ کر توڑ پھوڑ دیتی ہے

ضِعْفَ الْحَيَاةِ — دنیا کی زندگی میں دگنا عذاب

ضِعْفَ الْمَمَاتِ — موت کے بعد دگنا عذاب

خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ — آپ کے بعد

شَاكِلَتِهٖ — طریقہ پر۔ یہ شَاكِلَۃٌ سے ماخوذ ہے یعنی یہ اسکے مشابہ ہیں۔

صَرَّفْنَا — ہم نے اس کو کئی طرح بیان کیا۔

قَبِيلًا — جس چیز کا مشاہدہ یا معاینہ ہو، اور جو آنکھوں کے سامنے ہو۔ اور دائی کو اس لئے قابلہ کہا جاتا ہے کہ بچہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔

خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ — مال ختم ہونے کے ڈر سے خرچ نہ کرنا۔ اور املاق کا معنی ہے فقر

قَتُوْرًا — بخیل

لِلْأَذْقَانِ — دو جبڑوں کے ملنے کی جگہ ہے، اس کا واحد ذقن ہے یعنی ٹھوڑی۔

مَّوْفُوْرًا — وافر یعنی زیادہ

تَبِيْعًا — مطالبہ کرنے والا یا بدلہ لینے والا

نَصِيْرًا — مدد کرنے والا

خَبَتْ — بجھ گئی

لَا تُبَذِّرْ — باطل میں خرچ نہ کرو

اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ — اس میں رحمت کا معنی ہے رزق

مَثْبُورًا — ملعون

وَلَا تَقْفُ — تم نہ ہو

فَجَاسُوا — انہوں نے قصد کیا

يُزْجِي الْفُلْكَ — کشتی کو چلاتا ہے۔

يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ — وہ تھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں۔

الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ — حنظل کا درخت

يَزْهَقُ — وہ ہلاک ہوگا۔

سورۃ الواقعہ

رُجَّتْ — جب زمین کو متزلزل کیا جائے یعنی جب اسکو ہلایا جائے

بُسَّتْ — اسکو چور چور کر دیا جائے گا اور ریت کر دیا جائے گا جس طرح ستو کو پانی میں گھول کر لت پت کر دیا جاتا ہے

الْمَخْضُودِ — پھلوں کے بوجھ سے لدے ہوئے / جس درخت میں کانٹا نہ ہو

مَنْضُودٍ — تہ بہ تہ

عُرُبًا — وہ بیویاں جو اپنے شوہروں کے نزدیک محبوب ہیں

ثُلَّةٌ — جماعت اور گروہ۔

يَحْمُومٍ — کالا دھواں

يُصِرُّونَ — وہ اصرار کرتے تھے یعنی اس پر ہمیشہ ڈٹے رہتے تھے۔

الْهِيمِ — پیاسے اونٹ

لَمُغْرَمُونَ — ہم پر تاوان لازم کیا گیا ہے

مَدِينِينَ — جن کا حساب کیا جائے

رَوْحٌ — جنت اور وسعت

رَيْحَانٌ — رزق

نُنْشِئَكُمْ
یعنی ہم جس صورت میں چاہیں گے تم کو بنا دیں گے

تَفَكَّهُوْنَ
تم تعجب کرتے ہو

عُرُبًا
یہ ثقیل ہے (یعنی اس پر پیش ہے) اس کا واحد عَرُوْبٌ ہے جیسے صبور کا صبر۔
اہل مکہ ایسی عورت کو العربہ کہتے ہیں
اہل مدینہ ایسی عورت کو الغنجہ کہتے ہیں۔
اہل عراق ایسی عورت کو الشکلہ کہتے ہیں

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ
قیامت بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف پستی میں لے جانے والی ہے اور بعض لوگوں کو جنت کی طرف بلند کرنے والی ہے

مَوْضُوْنَةٍ
بنی ہوئی۔ اور اسی سے وضین ناقہ بنا ہے یعنی اونٹنی کی وہ رسی جس سے کجاوہ کو باندھتے ہیں۔

الکوب
یہ وہ برتن ہے جس میں نہ ٹونٹی ہو اور نہ پکڑنے کا دستہ ہو۔ جیسے پیالہ اور گلاس

اباریق
یہ وہ برتن ہے جن کی ٹونٹیاں بھی ہوں اور پکڑنے کے دستے بھی ہوں۔

مسکوب
جاری یعنی بہنے والا

وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ
اور بلند بستر

مُتْرَفِيْنَ
عیش و آرام سے زندگی گزارنے والے

لِلْمُقْوِيْنَ
مسافرین۔ یہ لفظ القی سے ماخوذ ہے جس کا معنی صحرا اور ویرانہ ہے۔

بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ
قرآن مجید کی محکم آیات، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ستاروں کے گرنے کی جگہ اور مواقع اور موقع کی تفسیر واحد ہے۔

Scanned with CamScanner

مُدْهِنُوْنَ اس کا معنی ہے ملائم ہونا۔ جیسے یہ آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ یعنی اگر آپ دین میں نرمی کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں گے۔

فَسَلٰمٌ لَّكَ یعنی آپ کیلئے تسلیم کر دیا گیا کہ آپ دائیں طرف والے اصحاب میں سے ہیں۔ اور حرف "اِنَّكَ" کو حذف کر دیا گیا۔ اور اس کا معنی مراد ہے۔ جیسا کہ تم کہو کہ تمہاری تصدیق کی گئی ہے کہ تم تھوڑی دیر میں یہ سفر کرنے والے ہو۔ جبکہ اس شخص نے کہا ہو کہ میں تھوڑی دیر میں یہ سفر کرنے والا ہوں۔ اور کبھی سلام کا لفظ دعا کے معنی میں ہوتا ہے جبکہ وہ مرفوع ہو اور اس کا معنی ہے اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ جیسے فَسَقْيًا جب منصوب ہو تو یہ دعا کیلئے ہوتا ہے یعنی اللہ تمہیں سیراب کرے۔

تُوْرُوْنَ جس آگ کو تم نکالتے ہو یعنی اس کو سلگاتے ہو۔ میں نے آگ جلائی۔

اَوْرَيْتُ

لَغْوًا باطل

تَاْثِيْمًا جھوٹ

کتاب التفسیر

باب ما جاء والدین الجزاء

تفسیر کا لغوی معنی:

تفسیر باب تفعیل کا مصدر ہے۔
اس کے معنی "بیان"، کھولنا، کسی چیز کو ظاہر کرنا۔

اصطلاحی تعریف:

تفسیر میں چونکہ الفاظ اور قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے تفسیر کہا جاتا ہے۔

تفسیر علم:

یہ وہ علم ہے جس سے قرآن کا فہم حاصل ہوتا ہے اس کے معنی کی وضاحت اور اس کے احکام اور اس کی حکمتوں کا استنباط کیا جاتا ہے۔

امام بخاری کی کتاب التفسیر کا اسلوب اور انداز:

1۔ شروع میں امام سورت کے منتخب کلمات، مفردات کی تشریح اور لغوی معنی بیان کرتے ہیں۔ پھر مختلف آیت کریمہ کے تحت ابواب قائم کرتے ہیں۔ اور جن میں احادیث ذکر کرتے ہیں بلکہ ان میں ان کا کوئی متعین اسلوب نہیں۔ کلمات مفردہ کی تشریح جس طرح ابتداء میں کرتے ہیں اس طرح چند ابواب اور احادیث ذکر کرنے کے بعد بھی کرتے ہیں۔

2۔ کلمات مفردہ کی تشریح کرتے ہوئے کہیں کہیں جمہور کی قراءت کی بجائے دوسری قراءتیں امام ذکر کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

3 – امام بخاری نے کتاب التفسیر میں مختلف آیات اور سورتوں پر 473 ابواب قائم فرمائے ہیں۔

4 – یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک سورت کے کلمات مفردہ کی تشریح میں دوسری سورت کے کلمات کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ انتقال میں پھر دو طرح کے الفاظ ملتے ہیں:

i – ایک وہ جن میں منتقل ہونے کی کوئی وجہ یا مناسبت ہو۔

ii – دوسرا وہ جن میں منتقل ہونے کی کوئی وجہ و مناسبت نہ ہو محض افادہ کیلئے ذکر کئے جائیں۔

5 – کلمات قرآنیہ کی تشریح میں آیات کی ترتیب کے بغیر تشریح فرماتے ہیں۔

6 – آیت کے شانِ نزول اور پس منظر کسی واقعے کے متعلق ہو تو اس کے متعلق حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں اور واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

7 – کسی آیت کی فضیلت روایت سے ثابت ہو تو اسے بھی بیان کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

سورۃ المائدۃ

سورۃ المائدہ "مدنی" ہے۔
اس کی '120' یا '122' یا '123' آیات ہیں۔

مائدہ کا معنی:

علامہ جوہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
مائدہ کا معنی ہے "وہ تھال جس کے اوپر کھانا ہو" پس اگر اس کے اوپر کھانا نہ ہو تو وہ مائدہ نہیں ہے صرف تھال ہے۔

علامہ مقاتل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
یہ سورت مدنی ہے یہ پوری سورت دن میں نازل ہوئی

باب: 1

حرم: امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے:
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ (۱)
شکار کو حلال مت جانو جب تم حالتِ احرام میں ہو۔

التی کتب اللہ:

معنی: اللہ نے کر دیا

امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے:
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔
اے میری قوم اس ارضِ مقدسہ میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے۔

امام بخاری نے یہ بتایا ہے کہ اس میں کتب اللہ لکم کا معنی ہے تمہارے لیے کر دیا۔

علامہ زمخشری نے کہا ہے:

کہ لوحِ محفوظ پر لکھ دیا کہ تمہارے لیے ہیں

ارضِ مقدسہ سے مراد بیت المقدس یا فلسطین یا دمشق یا شام ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جب لبنان کے پہاڑ پر چڑھے تو ان سے کہا گیا کہ اب دیکھئے جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہ مقدس ہے اور آپ کے بعد آپ کی ذریت کی میراث ہے۔

تبوء:

اس کا معنی ہے اٹھائی گئی۔

امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی طرف اشارہ کیا۔

اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ۔

میں چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ تیرے ہی ذمے ہو۔

امام بخاری نے یہاں قابیل اور ہابیل کا واقع مراد لیا کہ ہابیل نے کہا: اگر تم نے مجھے قتل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں تیرا اور میرا گناہ تیرے ذمے ہو تو جہنمیوں میں سے ہو جائے اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔

دائرۃ: معنی ہے: زمانے کی گردش

امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ عبارت آیت مبارکہ ہے

یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ ۝

وہ یہ کہیں گے: ہمیں یہ خدشہ ہے کہ ہم پر کوئی گردش نہ آ جائے۔

Scanned with CamScanner

الاغراء:

اس کا معنی ہے "مسلط کر دینا"

امام بخاری نے اس تعلیق درج ذیل آیت کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

ترجمہ:

اور ہم نے ان لوگوں سے بھی پختہ عہد لیا جنہوں نے کہا: ہم نصاریٰ ہیں تو اس بڑے حصے کو انہوں نے بھلا دیا جس کے ساتھ ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض کو روز قیامت تک لازم کر دیا اور عنقریب اللہ انہیں ان کاموں کی خبر دے گا جن کو وہ کرتے تھے

اجورھن:

اس کا معنی ہے "ان کے مہر"

امام بخاری نے اس تعلیق درج ذیل آیت کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ۔

ترجمہ:

اور آزاد پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (بھی تمہارے لیے حلال ہیں) جب تم ان کے مہر کو ادا کر دو، در آں حالیکہ تم ان کو نکاح کی قید میں لانے والے ہو نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والے۔

Scanned with CamScanner

المهیمن :

اس کا معنی ہے : قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں کا امین ہے۔
اس تعلیق سے امام بخاری نے درج ذیل آیت مبارکہ کی طرف اشارہ کیا۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ.

ترجمہ : اور (اے رسول مکرم!) ہم نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ نازل کی ہے اور اس کے سامنے جو (آسمانی) کتاب ہے یہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس کی محافظ ہے۔

ومن أحياها :

یعنی جس آدمی نے کسی کا ناحق خون بہانا حرام سمجھا تو گویا سب آدمی اس کی وجہ سے زندہ رہے۔
امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۔

ترجمہ : اور جس نے کسی شخص کو مرنے سے بچالیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچالیا۔

شرعة ومنهاجا :

اس کا معنی ہے : راستہ طریقہ۔
امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے۔
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۔

ترجمہ : ہم نے تم میں سے ہر ایک کیلئے الگ الگ شریعت اور واضح راہ عمل بنائی ہے۔

باب 2: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:
یہ اللہ پاک کی اس امت پر بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ پاک نے ان کے دین کو مکمل فرما دیا اور وہ کسی دین کی طرف محتاج نہیں اور نہ کسی نبی کے محتاج ہیں۔ اسی لیے اللہ پاک نے ہمارے نبی کو خاتم النبیین فرمایا۔

ایک روایت میں ہے
دین سے مراد اسلام ہے۔
الیوم سے مراد: یوم عرفہ ہے۔

ایک روایت میں ہے
کہ یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی اس کے بعد نہ کوئی چیز حرام ہوئی نہ حلال۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم میدان عرفات سے چلے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ظاہری وصال شریف ہو گیا۔

مخمصۃ:

اس کے معنی: بھوک۔

امام بخاری نے اس تعلیق سے درج ذیل آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔

ترجمہ:
پس جو شخص بھوک کی شدت سے مجبور ہو کر (کوئی حرام چیز کھالے) درانحالیکہ وہ اس کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Scanned with CamScanner

باب : 3 فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ۔

البیداء :

معنی ہے : جنگل

علامہ داؤدی نے البیداء سے مراد " ذوالحلیفہ " لیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم جب سفر سے واپس آئے تو آپ رات کے آخری حصے میں وہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صبح تک وہاں رات گزاری۔ حضرت ابن عمر بھی ایسا کرتے تھے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان آیاتِ تیمم کا نزول نماز پڑھنے سے پہلے ہوا۔

باب : 7

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ۔

ترجمہ :

اس آیت مبارکہ کے شانِ نزول کے متعلق مختلف اقوال ہیں :

پہلا قول :

یہ آیت عیینہ بن حصن اور فقراء اہل صفہ کے حق میں نازل ہوئی۔

دوسرا قول :

یہ آیت زینب بنت جحش کے متعلق نازل ہوئی۔

تیسرا قول :

یہ آیت جب لوگوں نے جہاد ناپسند کیا تب نازل ہوئی۔

چوتھا قول :

یہ آیت رجم اور قصاص کے متعلق نازل ہوئی۔

پانچواں قول :

یہ آیت حقوقِ مسلمین کے متعلق نازل ہوئی۔ تو آپ نے حجۃ الوداع کی تبلیغ کی اور فرمایا :

اے اللہ ! کیا میں نے تبلیغ کر دی۔

Scanned with CamScanner

باب : 8

لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

مقاتل نے فرمایا :

دس صحابہ کرام نے قسم اٹھائی کہ وہ دن کو روزہ رکھے گے رات کو قیام کریں گے تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

آیت مبارکہ :

لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم

ترجمہ : تم ان پسندیدہ چیزوں کو حرام قرار نہ دو جن کو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دیا۔

باللغو کے معنی :

جو کام قابل شمار نہ ہو اور جس کا کوئی فائدہ نہ ہو

قسم کی اقسام :

1- غموس 2- لغو 3- منعقدہ

غموس :

غموس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں۔ یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔

اس قسم میں گناہ ہے کفارہ نہیں ہے۔

لغو :

امام شافعی فرماتے ہیں :

لغو سے مراد ایسی قسم جو بغیر نیت کے زبان پر جاری ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

جو بعض سب کے زبان پر جاری ہوجاتی ہے۔

منعقدہ:

وہ قسم ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے پھر اس کام کو نہ کیا یا کر لیا۔ اس قسم کے نہ کرنے پر کفارہ ہے وہ یہ کہ

1. وہ یہ کہ ایک غلام آزاد کرنا۔
2. طاقت نہ ہو تو دس مسکینوں کو کھانا کھلایا۔
3. کپڑا پہنانا یا مسلسل تین دن کے روزے رکھنا۔

باب: 9

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ...

متعہ کی تحریم:

پہلے نکاحِ متعہ کی اجازت دی گئی تھی پھر اس کو حرام قرار دے دیا گیا۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ:

ابتدائے اسلام میں یہ رخصت تھی کہ اگر کوئی متعہ کرنے پر اس طرح مجبور ہو جائے جس طرح کوئی شخص مردار اور خنزیر کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے تو وہ متعہ کر سکتا ہے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے اسکی تحریم پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

باب : 10

بَابُ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ ....

اس وقت پانچ قسم کی شرابیں تھی

1. پہلی انگور کی
2. دوسری کھجور کی۔
3. تیسری شہد کی۔
4. چوتھی گندم کی۔
5. پانچویں جوار کی۔

فضیخ سے مراد:

آدھی پکی کھجور کو پانی میں ڈال کر کسی برتن میں رکھ دیتے تھے یہاں تک کہ اس میں نشہ آ جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ کے ساتھ جو شراب پلا رہے تھے وہ یہی تھی، اور حرمت صرف ان پانچ قسم کی شرابوں پر منحصر نہیں ہیں:

ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو کسی چیز سے بنائی گئی اور جس طریقے سے بنائی گئی ہو حرام ہے۔

"قلال" کا معنی:

اس حدیث مبارکہ میں "قلال" کا لفظ ہے۔

اس حدیث مبارکہ یہ "القُلّہ" کی جمع ہے یہ اس مٹکے کو کہتے ہیں: جنکو مضبوط آدمی بھی نہ اٹھا سکیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے اور اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ

Scanned with CamScanner

جیسے ہی صحابہ کرام کو معلوم ہوا کہ شراب حرام قرار دے دی گئی ہے تو انہوں نے فوراً شراب کو بہا دیا اس سے اسلام پر استقامت معلوم ہوتی ہے اور اللہ کے احکام کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

باب : 12

لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ ---

الخنین : علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

ناک سے غنے کے ساتھ آواز نکالنا خنین کہلاتا ہے۔

علامہ العزری نے فرمایا :

یہ لفظ حنین تھا اس کا معنی ہے "آواز سے رونا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کھجور کا درخت فراقِ رسول میں رویا تو اس کے لیے حنین الجزع کا لفظ استعمال ہوا تھا۔

اَلْأَزْلَام :

وہ تیر جن سے معاملات میں قسمت کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔

النصب والانصاب :

ان بتوں کو کہتے ہیں جن کا قرب حاصل کرنے کیلئے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔

وَالِاسْتِقْسَام :

یہ تیروں کو گھما دیا جائے بس اگر تیر پر لکھا ہو یہ کام نہ کرے تو نہ کرے اگر لکھا ہو کرے تو کرے۔

یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ تھا اس سے منع کیا گیا۔

نُصُب :

ص پر زبر یہ وہ پتھر ہے جس کو زمانہ جاہلیت میں نصب کر دیا جاتا اور اس کے پاس جانوروں کو ذبح کیا جاتا۔

Scanned with CamScanner

باب: مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِن بَحِيْرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ۔

مائدہ کے معنی:

امام ابو عبیدہ نے فرمایا
مائدہ کا معنی العطاء سے ماخوذ ہے۔
زجاج نے کہا:
مَادَ یَمِیْدُ سے ماخوذ ہے۔
اس کا معنی ہے: جب کوئی چیز حرکت کرے
دوسرا قول یہ ہے:
اس کا معنی ہے جب کوئی شخص کھلائے۔

دسترخوان کی صورت:

یہ سرخ دسترخوان ہے جس پر بھنی ہوئی مچھلی ہو جس میں کانٹا نہ ہو اس کے سرہانے نمک ہو۔ اس کی دم کے پاس سرکہ ہو اس پر پانچ روٹیاں ہو ایک پر زیتون دوسری روٹی پر گھی، تیسری پر شہد، چوتھی پر گوشت پانچویں پر پنیر ہو۔

امام کعب نے فرمایا:
یہ مائدہ اتوار کے دن نازل ہوا اسی لیے نصاریٰ نے اسے عید کا دن بنالیا۔

بحیرہ کی تعریف:

بحیرہ کی جو تعریف کی گئی وہ ابن عباس کا قول ہے
ابن فارس نے کہا:
جب اونٹنی سات بچے جنے اس کا آخری بچہ نر ہو تو

وہ اس کا کان چیر دیتے اور اسکو چھوڑ دیتے اس کو پانی سے اور گھاس چرنے سے کوئی منع نہیں کرتا تھا اور جب اس کے پانچ بچے ہو جاتے تو اسے ذبح کر دیتے اور اسے صرف مرد کھاتے تھے۔ اگر پانچواں بچہ مؤنث ہوتا تو اس کو زندہ رکھتے۔ اس کا کان چیرنے کے بعد اس کو اس کے بچے کے ساتھ چھوڑ دیتے صرف عورتوں کیلئے اس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیتے اور اگر وہ بچہ مردہ ہوتا تو اس میں مرد اور عورت دونوں شریک ہوتے۔

سائبہ کی تعریف:

سائبہ کی تعریف وہی ہے جو حدیث میں ذکر ہوئی ہے .... اور اگر مرد سفر سے آتا یا بیماری سے صحت یاب ہو جاتا تو وہ کہتا کہ میری اونٹنی سائبہ ہے۔

وصلیہ کی تعریف:

وصلیہ وہ بکری ہے جو تین (3) یا چار (4) یا پانچ (5) یا سات (7) بچے دیتی ہے اور آخری مذکر ہوتا ہے تو وہ اسکو اپنے بتوں کے لیے ذبح کر دیتے۔ مرد اور عورت سب کھاتے اگر آخری بچہ مؤنث ہوتا تو دونوں کو زندہ رکھتے اور اس کا دودھ صرف مرد پیتے۔

حام کی تعریف:

جب اس کے بیٹے کے بیٹے سے بچہ ہوتا تو وہ کہتے اس نے اپنا حق ادا کر دیا اور اسکو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔

سورۃ الانعام

پارٹ 1: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ

غیب کی تعریف:

جس چیز کا حواس خمسہ سے ادراک نہ کیا جا سکے اور نہ اسکو ابتداءً عقل سے معلوم کیا جا سکے وہ غیب ہے اس کا علم صرف انبیاء کے خبر دینے سے ہوتا ہے۔

مفاتح الغیب:

مفاتح المفتح کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے "چابی" اسکا مطلب یہ ہوا۔ علم غیب تک پہنچنے کا ذریعہ اسی کے پاس ہے۔

علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔

غیب کے لیے چابیاں بطور استعارہ ہے کیونکہ چابیوں سے ان بند خزانوں کو کھولا جاتا ہے۔ جن کو قفل لگا ہو تو اللہ عزوجل نے یہ ارادہ فرمایا: کہ مو غیبات کا علم صرف اسی کو ہے اور کوئی ان کا علم حاصل نہیں کر سکتا۔

مقبول بندوں کو علم غیب عطا کرنے میں محققین علماء کی تصریح:

ان مو غیبات کے علم کو جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ سوائے اس کے اللہ پاک جس کو چاہے اس کا علم عطا فرمائے۔

اللہ پاک کا ارشاد:

" وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے سو وہ اپنے ہر غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوا ان کے جن کو پسند فرما لیا ہے جو اس کے سب رسول ہیں "

علامہ قطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جس شخص نے ان پانچ (5) مو غیبات میں سے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کے بغیر کسی چیز کے علم کا دعویٰ کیا تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مو غیبات میں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا چاہا عطا فرمایا۔ آپ کے واسطے

Scanned with CamScanner

سے دوسرے مقبول بندوں کو پانچ (5) سو عبادات میں سے جتنا اس نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دے دیا۔

باب 2:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ :

آپ کہیئے: کہ وہی اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے۔

مِّنْ فَوْقِكُمْ :

جیسے آسمان سے پتھر برسائے۔

مِّنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ :

اس کا مطلب زمین میں دھنسا دیا جانا۔

ایک تفسیری قول یہ ہے: کہ اوپر سے مراد " تمہارے اکابر اور تمہارے سلاطین اور نیچے سے مراد تمہارے غلام اور ماتحت لوگ ہیں۔

ایک قول یہ ہے: اوپر سے مراد بارش کو روک لینا" نیچے سے مراد: پیداوار کو روک لینا۔

تمہارے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے:

اس سے مراد فتنے اور اختلاف ہیں۔

هٰذَا أَيْسَرُ:

اس سے مراد جو فتنے مخلوق کے درمیان واقع ہوں گے اس کا عذاب اللہ کے عذاب سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ امت فتنوں میں مبتلا ہوئی۔ کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ سے دعا کی:

کہ آپ کی امت پر ایسا کوئی دشمن غالب نہ ہو جو آپ کی امت کا غیر ہو۔ تو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا کر دیا۔

3:

بَابُ قَولِہٖ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

خلاصہ:

ظلم کا ایک معنی ہے: غیر کی ملکیت میں تصرف کرنا۔ یا
کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا۔
پس صحابہ کرام علیھم الرضوان کو یہ اشکال ہوا کہ ظلم تو
کبھی خلاف اولی کا ارتکاب بھی ہوتا ہے۔ سو اگر دوزخ سے نجات
ظلم نہ کرنے پر موقوف ہے تو ہم میں سے کوئی بھی نجات نہیں پائے
گا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ بتایا:
کہ ظلم کا معنی "شرک" بھی ہے۔ کیونکہ شرک میں بھی
عبادت کو غیر محل میں رکھا جاتا ہے

4:

بَابُ قَولِہٖ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ:

اس حدیث پر اشکال ہوتا ہے کہ اس کے خلاف دوسری
حدیث ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:
"کہ میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور
اس پر فخر نہیں ہے"
اس حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے خود فرمایا: کہ میں تمام نبیوں سے افضل ہوں۔
اس باب کی حدیث مبارکہ میں جو مذکور ہے وہ اس کے
خلاف ہے جس سے ان دونوں حدیثوں میں تعارض آرہا
ہے۔

اس جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ اس
وقت ارشاد فرمایا تھا جب آپ کو علم نہیں تھا کہ آپ تمام

Scanned with CamScanner

نبیوں سے افضل ہیں یا بطورِ عاجزی ارشاد فرمایا۔

5. باب قولہ اُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ :

اس حدیث پر اعتراض ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو انبیاء سابقین کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ کا مقام یہ ہے کہ آپ کی پیروی کی جائے نا کہ آپ کسی کی پیروی کریں۔

جواب :

اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء سابقین کی عقائد کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور عقائد تمام انبیاء کے ایک ہی ہیں۔

حافظ شہاب الدین لکھتے ہیں :

اس میں اختلاف ہے کہ ناسخ کے نازل ہونے تک آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سابقہ شریعتوں پر عمل کرتے تھے یا نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا :

عمل کرتے تھے۔ بعض کا نفی کا قول ہے۔

6. باب قولہ وعلى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ...

ناخن والے جانور :

اہل لغت کے نزدیک : وہ پرندے ہیں جو اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں اور ان میں وہ جانور بھی ہیں جو اپنے ناخنوں سے شکار کرتے ہیں۔ اور کتوں اور بلیوں کی

تمام اقسام بھی شامل ہیں
ابن زید نے کہا: ناخن والے جانور سے مراد اونٹ ہے۔

7:

بابُ قولہ وَلَا تَقْرَبُوْا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ظاہری و باطنی بے حیائی سے مراد:

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
بے حیائی کے ظاہری کام وہ ہیں جن کو انسان کھلم کھلا کرے لوگ آزاد عورتوں سے چھپ کر زنا کرتے اور کنیز سے کھلے عام زنا کرتے تھے۔

ایک قول یہ ہے:
ظاہر سے مراد جو بے حیائی بندوں اور لوگوں کے درمیان ہے
اور باطنی بے حیائی سے مراد:
جو بندوں اور اللہ کے درمیان ہو۔

غیرت کے معنٰی:

کسی چیز کو باعث عار سمجھنا ایک قول یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زوجہ اور اس کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کی حفاظت کرے غیر محرم کو پاس نہ آنے دے یہ غیرت ہے۔
— کسی کام سے منع کرنا اور اسے حرام قرار دینا بھی غیرت کہلاتا ہے۔

اللہ پاک نے بے حیائی کو منع فرمایا اور اسے حرام قرار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے غیرت سے تعبیر کیا۔

59/11
بارک اللہ فیہ

اللہ عزوجل کا اپنی مدح کو پسند کرنا ایسا نہیں ہے جیسے ہم پسند کرتے ہیں بلکہ اللہ کا اپنی اطاعت کو پسند کرنا مراد ہے۔

زخرف:

کسی باطل چیز کو مزین کرنا یا خوبصورت بنانا جیسے پیتل کے اوپر سونے کا پانی چڑھا دیا جائے کہ دیکھنے والے اسے سونا سمجھے۔

9:

بَابُ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا

امام مسلم نے سند کے ساتھ روایت کیا:

کہ جب تین (3) چیزوں کا خروج ہوگا تو کسی جان کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا

پہلی: دابۃ الارض کا نکلنا۔

دوسری: دجال کا نکلنا۔

تیسری: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

ایمان لانے کے بعد بھی فائدہ نہ ہونے کی وجہ:

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تمام باطل خواہشات ختم کر دی جائیں گی بدن کی قوتوں میں سے ہر قوت کمزور کر دی جائے گی

دوسرا قول یہ ہے:

کہ اس لیے نفع نہ دے گا کیونکہ اس کے بعد قیامت قائم ہو گی پس ان چیزوں کو بندہ دیکھ لے گا تو اس پر بداہتاً ایمان حاصل ہو جائے گا اور یہ ایمان بالمشاہدہ ہو گا۔ یہ ایمان بالغیب نہیں ہو گا جس کے ہم مکلف ہیں

سورۃ بنی اسرائیل

تعارف:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
یہ سورت 8 آیتوں کے علاوہ "مکی" ہے۔ وہ آٹھ (8) آیتیں مدینہ میں نازل ہوئی تھی

علامہ سخاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
یہ سورت سورۃ القصص کے بعد اور سورۃ یونس سے پہلے نازل ہوئی ہے اس سورت میں "111" آیتیں ہیں۔

باب قوله أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام:

اسری کے معنی ہے "رات کو جانا"
اس سورت کی پہلی آیت میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے رات مختصر حصے میں مکہ سے لے کر بیت المقدس جانے کا ذکر ہے۔ اس لیے اس سورت کو "سورۃ اسری" کہتے ہیں۔

بنی اسرائیل سے مراد:

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں بنی اسرائیل کے عروج و زوال کا ذکر ہے اس لیے اسے سورۃ بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

حجر:

کعبہ کے پرنالہ کے نیچے جو جگہ ہے اسے حجر کہتے ہیں۔

آیت مبارکہ

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے:
کہ انبیاء کے ذریعے ہم انہیں ایمان و اطاعت کا حکم دیتے ہیں۔ پھر جب وہ فسق کرنے لگتے ہیں تو ہم انہیں تباہ کر دیتے ہیں۔

اسی طرح اللہ عزوجل کسی بستی کی تباہی و بربادی کا ارادہ بھی تب ہی کرتا ہے جب وہ بداعمالیوں میں اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ پھر اتمام حجت کیلئے وہاں کے عیش پرست لوگوں تک پیغام الٰہی پہنچایا جاتا ہے پھر جب وہ اسے پس پشت ڈالتے ہیں تو ان پر عذابِ الٰہی آجاتا ہے۔

باب: ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝

(اے ان لوگوں کی اولاد جنکو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا، وہ شکر گزار بندے تھے)

حضرت ابراہیم کے کذب:

کُنتُ کَذَبتُ ثَلاثًا:

سب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں نجوم کا دور تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دکھانے کیلئے تاروں کی طرف نظر ڈال کر کہا: کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔
اس کی توجیہ علماء نے یہ فرمائی: کہ ایسا کون ہے جس کی طبیعت ہر طرح سے ٹھیک رہے۔
ایک توجیہ یہ بھی کی گئی: کہ آپ علیہ السلام نے ستاروں کی طرف نظر کر کے فرمایا تھا گویا کہ آپ علیہ السلام نے مستقبل کی پیشن گوئی کر دی تھی۔ یہ سن کر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لے جانے سے معذور سمجھ کر تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

بل فعلہٗ کبیرھم ھٰذا:

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا مقصد بڑے بُت کے لیے اس فعل کو ثابت کرنا نہیں تھا۔ بلکہ فعل کو اپنی ہی طرف ایک بلیغ تعریفی اسلوب میں منسوب کرنا تھا۔ جس میں کفار کے ساتھ تمسخر بھی تھا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام ان کو سمجھانا چاہتے تھے کہ کرنے والا موجود ہے پھر کیوں پوچھتے ہو؟

ھٰذہٖ اُختی:

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا اپنی زوجہ کو ھٰذہٖ اختی کہنا یہ "توریہ" تھا۔ کہ اخوتِ دینیہ کے اعتبار سے یہ میری بہن ہے اور لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ نسبی قرابت کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ بہن ہے۔

اشکال

جب یہ باتیں جھوٹ نہیں تھیں بلکہ توریہ زمرے میں داخل تھیں تو پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اسے جھوٹ سے تعبیر کیوں کیا؟

جواب

یہ توریہ بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بلند رتبے کے لحاظ سے خلاف اولیٰ تھا۔

حسنات الابرار سیئات المقربین کے قاعدے کے تحت آپ علیہ السلام نے اسے کذب قرار دیا تھا۔

Scanned with CamScanner

قد غفر اللہ لک ما تقدم:

اس کے محدثین کے مختلف اعتبار سے ترجمہ کیا ہے

ایک ترجمہ یہ ہے:

کہ آپ کی وجہ سے اگلے اور پچھلوں کے گناہ
بخشش دیئے گئے

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دنیا میں تسلی دے دی کہ آپ سے آخرت میں کسی بات پر مواخذہ نہیں۔

باب: وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

(اور ہم نے آپ کو جو جلوہ دکھایا تھا وہ صرف لوگوں کی آزمائش کیلئے تھا)

الرویۃ سے مراد:

الرؤیہ سے مراد "شب معراج میں جو عجائبات اور نشانیاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دکھائی گئی"

فتنۃ الناس:

اس سے مراد یہ ہے:

"کہ یہ لوگوں کیلئے آزمائش بن گیا کیونکہ انہوں نے اس واقعہ کو مذاق بنالیا۔"

شجر ملعونہ:

شجر ملعونہ میں یہ آزمائش تھی: کہ جب ایک آیت مبارکہ نازل ہوئی تھی:

ترجمہ: یقیناً وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی اصل میں سے نکلتا ہے

تو ابوجہل نے کہا: کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معاذاللہ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ وہ تم کو دوزخ سے ڈراتے ہیں جو ایسی پتھروں کو جلا دیتی ہے پھر وہ یہ کہتے ہیں: کہ اس میں ایک درخت اگتا ہے اور تم جانتے ہو آگ درخت کو جلا دیتی ہے۔

باب: عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(عنقریب آپ کا رب آپکو مقام محمود پر فائز کرے گا)

مقامِ محمود:

مقام محمود یہ وہ مقام ہے جس میں آپ امت کی شفاعت کریں گے اور تمام لوگ آپ کی امت حمد کریں گے

باب: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔

(آپ کہیے: حق آگیا اور باطل نابود ہوگیا)

حق سے مراد "اسلام" ہے

باطل سے مراد "شرک" ہے۔

دوسرا قول یہ ہے:

حق سے مراد "اللہ کا دین" ہے

باطل سے مراد "بتوں کا دین" ہے۔

اعتراض:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہم سے سے ہو کہ باطل ہلاک ہوگیا حالانکہ باطل موجود ہے۔ اور اس کے ماننے والے اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس کا جواب

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ تدبر کرنے والوں کے نزدیک دلائل کے ساتھ باطل کا ہلاک ہونا بالکل واضح ہے

بابُ : وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ

(اور یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں)

روح کے بارے میں مختلف اقوال:

1۔ العشری نے کہا:

روح اس سانس کو کہتے ہیں جو جسم میں داخل ہوتا ہے اور جسم سے خارج ہوتا ہے۔

2۔ دوسرا قول یہ ہے

روح ایک جسم لطیف ہے جو اجسام ظاہرہ اور اعضائے ظاہرہ میں شریک ہے۔

3۔ بعض علماء نے کہا:

اللہ کے سوا روح کا علم کسی کو نہیں۔

♡ اہلسنت والجماعت کے نزدیک:

تمام مخلوق کی روحیں مخلوق ہیں۔

✿ اس میں اختلاف ہے کہ بدن کی صورت سے روح کی موت ہوجاتی ہے یا نہیں؟

1۔ ایک جماعت نے کہا

"روح نہ مرتی ہے اور نہ بوسیدہ ہوتی ہے"

2۔ بعض علماء نے فرمایا:

روح مرتی ہے اور بوسیدہ نہیں ہوتی البدان بوسیدہ ہوجاتے ہیں۔

3۔ ایک قول یہ ہے کہ

روح کو بھی اس طرح عذاب دیا جاتا ہے جس طرح بدن کو عذاب دیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

سورۃ التوبہ

سورت کا مختصر تعارف:

یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی ایک سو انتیس 129 ہیں۔

مقاتل نے فرمایا:
اس کی آخری دو آیات "مکہ" میں نازل ہوئی۔
اس کے کئی معنی ہیں جس میں سے مشہور "توبہ، اور براءت" ہے۔

سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ:

1۔ اس کی وجہ یہ ہے اس سورت میں عہد توڑنے کا ذکر ہے اور زمانہ جاہلیت میں جب لوگ کسی معاہد ے کو توڑتے تھے تو اس سے پہلے تسمیہ نہیں لکھتے تھے اس وجہ سے نہیں لکھی گئی:

2۔ ایک وجہ یہ ہے: کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
کہ سورۃ الانفال پہلی سورتوں میں سے ہے اور سورۃ البراءۃ آخری سورتوں میں سے ہے۔ اور سورۃ البراءۃ کا قصہ سورۃ الانفال کے قصے کے مشابہ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ سورۃ البراءۃ سورۃ الانفال کا حصہ ہے پس میں نے گمان کیا کہ یہ اُسی کا حصہ ہے اس وجہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ملا دیا اور ان کے درمیان تسمیہ نہیں لکھی۔

Scanned with CamScanner

3- تیسری وجہ یہ ہے کہ
جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے
میں مصحف شریف لکھا گیا تو صحابہ کرام کا اختلاف ہوا۔
4- بعض نے کہا:
سورۃ البراءۃ اور سورۃ الانفال ایک سورت ہے۔
5- بعض نے کہا:
یہ دو سورتیں ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان جگہ
چھوڑ دی گئی۔
6-
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا
تو انہوں نے فرمایا:
تسمیہ امان ہے۔ اور سورۃ التوبہ تلوار کے
ساتھ جہاد کرنے کیلئے نازل ہوئی جس میں امان نہیں۔
7-
حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے پہلے تسمیہ
کو لے کر نازل نہیں ہوئے تھے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

(اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے ان مشرکین کیلئے اعلانِ براءۃ ہے ......)

امام ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
یہ آیت سورۃ البراءۃ ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
تم نے مشرکین سے جو عہد کیا تھا اللہ اور رسول

نے اس عہد کو توڑ دیا۔ کیونکہ انہوں نے بھی تمہاری مدت پوری ہونے سے پہلے اپنے معاہدے کو توڑ دیا تھا۔ تب اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ حکم دیا:

کہ ان کو چار ماہ کی مہلت دیں اس کے بعد ان سے معاھدہ ختم ہو جائے گا۔

باب: فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا....

حضرت ابوبکر کو براءت کا اعلان کرنے کیلئے بھیجنے کے بعد حضرت علی کو بھیجنے کی توجیہ:

امام احمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا:

کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مشرکین سے براءت کا اعلان کرنے کیلئے ابوبکر کو بھیجا جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

.... یہ اعلان یا تو میں کر سکتا ہوں یا میرے اھل بیت پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا۔

وجہ:

اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے: کہ معاھدہ توڑنے کا اعلان یا تو خود معاھدہ کرنے والا کرے گا یا اس کے اھل بیت میں سے کوئی شخص کرے گا۔

باب: وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ....

حج اکبر کے متعلق مختلف اقوال:

1۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور مجاھد اور طاؤس کا بیان ہے:

کہ حج اکبر یوم عرفہ ہے۔

2۔ ابن عوف فرماتے ہیں: میں نے ابن سیرین سے پوچھا انہوں نے فرمایا:
حج اکبر وہ دن ہے جو اس دن کے موافق ہو جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کیا تھا اور تمام اہل جمعہ نے کیا تھا۔

3۔ بعض محدثین نے فرمایا:
جس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو اس دن کا حج حجِ اکبر ہوگا۔

باب: فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ

ائمۃ الکفر:
آئمہ کفر سے مراد بڑے بڑے سردار ہیں
جیسے: ابو جہل، امیہ بن خلف، عتبہ، ابو سفیان، اور سہیل بن عمرو۔

لا ایمان لھم:
اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کئے ہوئے عہدوں کا اعتبار نہیں ہے۔
مجاھد نے فرمایا:
ائمہ کفر سے اہل فارس اور اہل روم مراد ہیں۔

باب: والذین یکنزون الذھب والفضۃ....

علامہ بدرالدین محمد احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
کہ یہ اہل کتاب اور مسلمانوں دونوں کیلئے نازل ہوئی
جو زکوۃ نہیں دیتے تھے۔

ابن عمر فرماتے ہیں:
اس سے مراد وہ مال ہے جسکی زکوۃ نہ دی گئی
ہو اور وہی مال وعید کا مستحق ہے۔

شجاع اقرع:
گنجا سانپ عام سانپوں کی نسبت زہریلا
ہوتا ہے۔

ربذہ:
مدینہ کے نزدیک ایک بستی کا نام ہے۔
حضرت ابوذر کے وہاں رہنے کی وجہ یہ تھی کہ ملک شام میں
انکے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان آیت کی تفسیر
میں مناظرہ ہوا تو آپ دل برداشتہ ہو کر مدینہ آگئے۔ پھر
مدینہ کے لوگوں نے اس آیت پر مناظرہ کیا تو آپ دل برداشتہ
ہو کر ربذہ آگئے۔

ان الزمان قد استدار:

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:
بے شک زمانے سے مراد سال ہے کہ گھوم کر آگیا۔
اس سے مراد: اپنی اصلی حالت کی طرف منتقل ہو
گیا۔ کیونکہ عرب محرم کو صفر کی طرف مؤخر کر دیتے تھے
تاکہ اس مہینہ میں قتال کر سکیں۔ اور وہ یہ عمل ہر سال
کرتے تھے۔ پس محرم کو ایک ماہ سے دوسرے ماہ کی طرف

منتقل کرتے رہے۔ حتی کہ وہ سال کے تمام ماہ میں یہ کام کرتے تھے۔

رجب مضر:

مضر کی طرف رجب کی اضافت کی گئی ہے کیونکہ یہ وہ قبیلہ ہے جو رجب کی تعظیم کرتا تھا اور ماہ کو اسکی جگہ سے منتقل نہیں کرتا تھا۔

بَابٌ وَالْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل نے زکوٰۃ کے آٹھ (8) مصارف بیان فرمائے ہیں جس میں ایک "مؤلفۃ القلوب" بھی ہے۔ جواب ساقط ہوگیا ہے۔

کیونکہ اللہ پاک نے اسلام کو غلبہ دیا اور ان لوگوں سے مستغنی کردیا۔ ابتداء میں وہ دیا جاتا تھا تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں یا مسلمان ان کے شر سے بچے رہیں۔

مؤلفۃ قلوب کو حضور علیہ السلام کے بعد اسلام پر قائم رکھنے کیلئے زکوٰۃ دی جائے یا نہیں؟

اختلاف:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو زکوٰۃ سے حصہ نہیں دیا جائے گا۔

بعض نے کہا:

کہ دیا جائے گا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اور ھوازن کا زور ٹوٹنے کے بعد ان کو زکوٰۃ سے حصہ دیا تھا

تالیف قلب کی جاتی ہے؟
ایک قول یہ ہے اسلام لانے سے پہلے۔
دوسرا قول یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد۔

زکوۃ سے ان کا حصہ کب منقطع کیا گیا:
ایک قول یہ ہے:
کہ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں۔
دوسرا قول یہ ہے:
حضرت عمر کے دور خلافت میں

جن چار (4) مردوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تالیف قلب کیلئے مال دیا:
اقرع بن حابس
عیینہ بن بدر
زید بن مهلهل
علقمہ۔

فقال رجلٌ غائرٌ ثلث:
یہ شخص "ذوالخویصرہ" تھا۔

وان لاحدھم

باب: اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ ....

وان لاحدھم الیوم مائۃ الفٍ:
اس آیت میں منافقین کی بری صفات کا بیان ہے۔
کوئی شخص ان کی نکتہ چینی اور عیب جوئی سے بچا ہوا نہ تھا۔
اگر کوئی زیادہ مال لے کر آتا تو کہتے یہ دکھاوا کرتا ہے۔
اگر کوئی محنت و مشقت کر کے تھوڑا مال لے کر آتا تو کہتے
کہ اس کی اللہ کو کیا ضرورت ہے۔

جن صحابہ پر طعن کیا گیا ان کا نام:

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف نے اپنا نصف مال صدقہ کیا۔

اور حضرت عاصم بن عدی نے 600 من کھجوریں دی تو کہنے لگے کہ یہ کتنا بڑا دکھاوا ہے۔

ایک صحابی تھوڑی سی کھجوریں لے کر آئے تو منافقین نے کہا: اللہ اس سے بے نیاز ہے۔

بَابُ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

اللہ پاک نے اس آیت میں خبر دی کہ یہ نکتہ چینی کرنے والے منافقین استغفار کے اہل نہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر (70) بار بھی استغفار کریں تو اللہ انہیں منع فرما دیتا ہے۔

ستر سے مراد ستر کا عدد نہیں بلکہ عرب کے لوگ ستر (70) کا لفظ مبالغے کیلئے بولتے تھے۔ اس سے کوئی خاص عدد مراد نہیں ہوتا۔

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
عبد اللہ بن ابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبوک سے آنے کے بعد مر گیا تھا۔ اور یہ ذوالقعدہ ایک ہجری کا واقعہ ہے۔ وہ 20 دن بیمار رہا۔ بیماری کی ابتداء شوال کی راتوں سے ہوئی تھی۔

عبد اللہ بن ابی کو قمیض عطا فرمانے کی توجیحات:

علامہ اعتراض:

علامہ واقدی فرماتے ہیں:

اعتراض:

اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس منافق کو قمیض کیوں عطا فرمائی؟

جواب:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس منافق کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس کے بیٹے کی وجہ سے عطا فرمائی جو صحابی تھے۔
غزوہ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر کسی کی قمیص پوری نہیں آرہی تھی۔ کیونکہ ان کا قد لمبا تھا۔ تو عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص دے دی تھی جو آپکو پوری آگئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کا یہ بدلہ اتارنے کیلئے عبداللہ بن ابی کو قمیص دے دی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ان کے چچا پر اس کا احسان نہ رہے۔
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عادت کریمہ تھی کہ سائل کو رد نہیں فرماتے تھے۔

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کی توجیحات:

پھر اس کے بیٹے نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا سوال کیا: انہوں نے یہ سوال اس لیے کیا تھا کہ عبداللہ بن ابی ظاہر میں کلمہ بھی پڑھتا تھا اور نمازیں بھی پڑھتا تھا۔ تو انہوں نے اس کو اسلام پر محمول کیا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ لوگ اس کے باپ پر اور ان کے قبیلے پر طعنہ نہ دیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ظاہر حال کے مطابق ان کے اس سوال کو قبول کر لیا حتی کہ اللہ پاک نے اس کی حقیقت ~~ظاہر فرما دی~~
حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہا:
آپ منافق پر نماز پڑھتے ہیں؟

Scanned with CamScanner

حضرت عمر کی رائے منافقین پر شدت کا مظہر تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ جس کی تھوڑی سی بھی دین کی طرف نسبت ہو اس پر شفقت کی جائے اور ان کے بیٹے کی دل جوئی کی جائے جو صحابی تھے۔

حضرت قتادہ نے بیان کیا:

کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
کہ میری قمیص اس سے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے امید ہے کہ میرے حسن اخلاق کو دیکھ کر قوم کے ایک ہزار افراد ایمان لے آئیں گے۔

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رائے کے خلاف۔
کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے پہلے منع فرما دیتا اللہ عزوجل نے نماز جنازہ پڑھانے کے بعد یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نماز جنازہ پڑھانا درست تھا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر ظاہری نفاق پر تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نظر ایک ہزار لوگوں کے اسلام کی طرف تھی۔
اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسی منافق کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

Scanned with CamScanner

بَابُ سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ

امام عبد الرحمن سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ بنایا اور ان کو اپنے ساتھ نہیں لے کر گئے۔

منافقین نے کہا: کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت علی کو کسی ناراضگی کی وجہ سے ساتھ نہیں لے کر گئے۔ پھر حضرت علی راستے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جا ملے اور منافقین کی باتوں کی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبر دی۔

تب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

"کہ جب موسیٰ اپنے رب کے پاس گئے تھے تو انہوں نے اپنے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور میں نے اپنے پیچھے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کیلئے ہارون۔ ہاں! مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

بے شک وہ ناپاک ہیں:

اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا باطن خبیث ہے جس طرح جسمانی نجاستوں سے بچنا واجب ہے اسی طرح باطنی نجاستوں سے بچنا بھی واجب ہے۔

باب: یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے سستی کی وجہ سے اور راحتوں و آرام کے میلان کی وجہ سے جہاد سے انکار کیا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

بعض دوسرے وہ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔

یعنی جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا تھا اور ان کے دیگر اعمال صالحہ بھی تھے جو ان کے گناہوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ تو کہا گیا کہ یہ لوگ اللہ پاک کی مغفرت کے تحت ہیں۔

باب: مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا

قتادہ نے فرمایا:

ہم سے ذکر کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کچھ مردوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی:

اے اللہ کے نبی! ہمارے آباؤ اجداد میں سے کچھ ایسے تھے جو پڑوسیوں سے حسن سلوک کرتے رشتے داروں سے مل جل کر رہتے۔ قیدیوں کو چھڑواتے۔ کیا آپ ان کیلئے استغفار کر سکتے ہیں؟

اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تھی۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کیلئے استغفار:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کیلئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو استغفار کرنے کی اجازت نہ ملی۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب غیر نبی یا غیر معلوم کیلئے استغفار کیا جائے تو اسے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے گناہ کبیرہ کئے ہوں۔

صحیح مسلم کی حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت طلب کی تو دے دی گئی۔ حالانکہ کفار کی قبروں پر کھڑا ہونے سے منع کیا گیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ کافرہ نہیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والدین اور تمام آباؤ اجداد مومن تھے۔

ابوطالب کا نام:

ابوطالب کا نام "عبد مناف" تھا۔

رسول اللہ کا فرمان میں اللہ سے شفاعت کروں گا:

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میں نے سنا کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچا ابوطالب کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔

ایک روایت میں ہے: کہ آپ کے والدین کو بھی زندہ کیا گیا وہ بھی ایمان لے آئے۔

باب: لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ.....

تحقیق اللہ نے نبی اور مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمالی

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

اللہ پاک نے نبی کی توبہ قبول کی یہ آیت اس طرح ہے جس طرح یہ آیت ہے:

ترجمہ: تاکہ اللہ آپ کیلئے تمام اگلے اور پچھلے
بظاہر خلاف اولیٰ کاموں کو بخش دے

تنگی کے وقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
کہ اس وقت ہوا تھا کہ زادِ راہ کی اور مال کی تنگی تھی۔ یہ آیت غزوہ تبوک کے متعلق نازل ہوئی۔

باب: وعلی الثلاثۃ الذین ....

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

جن تین (3) شخصوں کی توبہ قبول ہوئی ان کے نام یہ ہیں:

i حضرت کعب بن مالک
ii حضرت مرارہ بن ربیع
iii حضرت ھلال بن امیہ

- **زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی؟**

اس سے مراد یہ ہے: کہ ان کو زمین میں کوئی ایسی جگہ نہ ملی جس میں ان کے بے قرار دل کو قرار آجائے۔

- **خود ان کی جانیں ان پر تنگ ہو گئیں؟**

یعنی ان کے دلوں میں کوئی سکون نہ تھا۔

- **یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور جائے پناہ نہیں۔**

یعنی انہوں نے جان لیا کہ اللہ کی ناراضگی سے صرف اسکی طرف توبہ کرنے سے پناہ ملے گی۔

Scanned with CamScanner

باب قولہ لقد جاءکم رسول من انفسکم.....

جن ایام میں صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب سے قتال کیا تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ قتال 11 ہجری میں ہوا تھا۔ اور یمامہ یمن کا ایک شہر ہے۔

قد استحر یوماً الیمامۃ:

جب بہت شدت سے اور بہت کثرت سے قتال ہوا تو اس جنگ میں 11 سو مسلمان شہید کر دیئے گئے۔
ایک قول یہ ہے:
14 سو مسلمان شہید کئے گئے
اس میں ستر (70) صحابہ ایسے تھے جو حافظِ قرآن تھے۔

اعتراض:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید کو اکٹھا کیوں نہ کر دیا گیا۔

جواب:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید کو اس لیے جمع نہ کیا گیا کہ ان دنوں مسلسل وحی نازل ہوتی تھی۔ بعض آیات منسوخ ہو جاتی تھی اور بعض میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حیاتِ اقدس میں قرآن کو اکٹھا کرنا ممکن نہ تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت سے کہا: ہم آپ پر کوئی تہمت نہیں لگاتے۔ اس کا مطلب:

اس سے مراد یہ تھی: آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کو لکھا ہے۔ اس تحریر کو لکھنے میں ہم کسی جھوٹ کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ کیونکہ آپ

رضی اللہ عنہ اہل تقویٰ میں سے ہیں اور اہل فتویٰ میں سے ہیں۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن میں کوئی کاروائی نہیں کی تھی۔ انہوں نے وہ مصحف منگوایا جو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھا ہوا تھا۔ اور حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، اور چند دیگر صحابہ کو اس کی نقول تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور ان نقول کو مختلف شہروں میں بھیج دیا۔ یہ اس وقت کیا تھا جب لوگوں نے اختلاف کرنا شروع کیا تھا۔

اختلاف:

اختلاف کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص ایک قراءت کے مطابق پڑھتا دوسرے نے اگر دوسری قراءت سے قرآن پڑھا ہوا تو وہ پہلے کی تغلیط کرتا۔

سورۃ ھود

تعارف:

سورۃ ھود

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ھود سورت مکی ہے۔ سورۃ ھود کی 123 آیتیں ہیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
وہ اس سے حیاء کرتے تھے کہ کھلے میدان میں قضائے حاجت کے وقت آسمان کی طرف منہ کریں یا اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کریں۔ یعنی اللہ کے سامنے برھنہ ہونے سے انہیں حیا آتی تھی۔ لیکن اللہ ہر کھلی اور چھپی چیز کو دیکھنے والا ہے۔

43

42

باب: وکان عرشہ علی الماء

آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمانے سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا یہ پانی کس چیز پر تھا؟
فرمایا: وہ ہوا کی پشت پر تھا
حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:
اللہ نے سرخ یاقوت پیدا فرمایا پھر اللہ نے اس کی طرف ہیبت سے دیکھا تو وہ کانپتا ہوا پانی ہو گیا۔ پھر اللہ نے ہوا کو پیدا فرمایا اور پانی کو ہوا کی پشت پر رکھا پھر عرش کو پانی پر رکھا۔

یداللہ ملاٰ

یہ اس سے کنایہ ہے کہ اللہ کے عطا کرنے سے اس کے خزانوں میں کمی نہیں آتی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور اس کے بھرے ہونے کا ذکر ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس کی کیفیت کی تاویل میں نہیں پڑنا ہے۔

باب: والی مدین اخاھم شعیبا

صحیح ابن حبان میں یہ حدیث مبارکہ ہے کہ چار (4) نبی علیہم السلام عرب میں سے تھے:

1 حضرت ہود
2 حضرت صالح
3 حضرت شعیب
4 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حضرت شعیب علیہ السلام :

حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ کیونکہ اللہ پاک نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کو مدین کی طرف بھیجا۔

مدین سے کیا مراد ہے؟

مدین سے مراد اہل مدین ہیں۔ کیونکہ مدین ایک شہر کا نام ہے۔ اور شہر کی طرف رسول کو بھیجنا ممکن نہیں۔ لہٰذا اس شہر والوں کی طرف اس رسول کو بھیجا گیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب :

باب : وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰؤُلَآءِ ......

النجویٰ سے مراد :

یہ اللہ اور مومنین کے درمیان مناجات ہے اس کو نجویٰ اس لیے فرمایا گیا : یہ کفار کی ندا کے مقابلے میں ہے۔

کنفہ :

وہ قیامت کے دن اللہ پاک کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

— ابن اثیر نے فرمایا :

اللہ اس پر اتنی رحمت کا پردہ ڈال دے گا یعنی اس کو

اپنی رحمت میں چھپا لے گا۔
کنف کا معنی ہے قریب یعنی اللہ اس کو قریب کر دے گا
حقیقت میں یہ دونوں اللہ پاک کے لیے محال ہے یہ حدیث مبارکہ
متشابہات میں سے ہے۔

باب

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ :

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے کہ
آپ دن کی دو طرفوں میں نماز پڑھیے۔ دن کی دو طرفوں سے
مراد
ایک قول یہ ہے کہ ظہر اور عصر مراد ہے۔

زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ :

رات کے قریب نماز پڑھیے یعنی دن کی ساعت
میں نماز پڑھیے جو رات کے قریب ہے۔

صلوۃ زلف :

مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں :

نیکیوں سے مراد پانچ نمازیں ہیں اور سیئات سے
مراد گناہ صغیرہ ہے۔

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ :

ان نصیحت حاصل کرنے والوں سے مراد :
پانچ نمازیں پڑھنے والے ایک قول یہ ہے : قرآن کی تلاوت کرنے والے
ایک قول یہ ہے : نیکی پر قائم رہنے والے اور برائیوں سے بچنے والے

نصیحت سے مراد : توبہ

بوسہ لینے والے کا نام :

بوسہ لینے والے کا نام "کعب بن عمرو" ہے۔

حصین نے فرمایا : معتب کہا جاتا تھا وہ بیعت عقبہ کے بعد بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ اور ان کی عمر 20 سال تھی۔

سورۃ الفتح

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں :

یہ سورت "مدنی ہے" یہ حدیبیہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے اس وقت نازل ہوئی۔

فتح سے مراد :

فتح سے مراد "صلح حدیبیہ" ہے۔ یا فتح مکہ مراد ہے۔ اس سورت میں 29 آیات ہیں۔

کتب تفسیر میں مذکور ہے۔

اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی یہ شان بیان فرمائی ہے :

کہ وہ ابتداء میں تھوڑے تھے پھر زیادہ ہو گئے پھر قوی ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب کی مثال انجیل میں بھی لکھی ہے کہ عنقریب ایک قوم نکلے گی وہ ایک کھیت کو اگائیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

Scanned with CamScanner

فَيُقْوِيْ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ :

امام بخاری نے کہا :

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دینی تبلیغ کیلئے تنہا نکلے تھے۔ آپ تنہا کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے رہے تھے۔ پھر اللہ پاک نے آپ کو قوت دی اور مکہ میں چند لوگ اسلام لے آئے۔

یا اس کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ جب کفار قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کیلئے گھر کا محاصرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تنہا نکلے تھے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رفیق ہو گئے۔ پھر جب مدینہ میں داخل ہوئے تو انصار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو قوت دی۔

باب :

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝

ہم نے آپ کیلئے کھلی فتح عطا فرمائی۔

فَتْحًا مُّبِيْنًا سے مراد :

اس سے مراد : **فتح مکہ** ہے۔

مجاہد سے روایت ہے : کہ اس سے مراد **"فتح خیبر"** ہے

ایک قول یہ ہے کہ : **"روم کی فتح"**

ایک قول یہ ہے کہ : **اسلام کی فتح۔**

حضرت جابر **رضی اللہ عنہ** سے روایت ہے :

ہم صرف حدیبیہ کے دن کو فتح مکہ شمار کرتے ہیں۔

ایک **روایت** ہے کہ جب ہم غزوہ حدیبیہ سے لوٹے ہمارے اور ہماری قربانیوں کے درمیان غم اور افسوس تھا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

باب

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۝

ہم نے آپ کیلئے کھلی فتح عطا فرمائی ۝

تیری ماں تجھ پہ روئے :

o یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب عورت کا بچہ گم ہو جاتا ہے گویا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلاف دُعا کی کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار بار سوال کیا تھا۔

o یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ وہ کلمہ ہو جو عرب کے لوگوں کی زبان پر بے ساختہ جاری ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب نہ دینے کی توجیہ :

ہر بات کا جواب لازم نہیں ہوتا۔ بعض اوقات سکوت کرنا بھی بات کا جواب ہوتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار سوال کرنے کی توجیہ :

o ان کا گمان یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سوال نہیں سُنا اس لیے بار بار سُوال کر رہے تھے۔

o یا ہو سکتا ہے کہ جس چیز کے بارے میں یہ سوال کر رہے تھے وہ بہت اہم تھی۔

شارحین کہتے ہیں :

ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد میں جواب دے دیا ہو۔ فوراً جواب اس لیے نہ دیا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۝

اس آیت کے زیادہ محبوب ہونے کی توجیہ :

یہ اس لیے محبوب تھی کہ اس میں بشارت تھی کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے پچھلے تمام کاموں کی مغفرت فرما دی ہے جو خلافِ اولیٰ تھے۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے فتح اور نصرت کا بھی ذکر

آیا اور آپ

ترجیع کا معنی:

حلق میں آواز کو دہرانا۔ جیسے خوش الحان قراء کرتے ہیں۔

شارحین فرماتے ہیں:

یہ آپ سے اس لیے صادر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، پس اونٹنی آپ کو ہلاتی تھی جس سے ترجیع حاصل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بہت خوبصورت اور حسین تھی۔

باب: لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ.....

(تاکہ اللہ آپ کیلئے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے خلاف اولیٰ سب کام)

یہ محمول ہے رسالت سے پہلے سے لے کر اس سورت کے نزول تک۔

i ایک قول یہ ہے کہ ما تقدم سے مراد:
پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں اور باپ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ii ایک قول یہ ہے:
ما تأخر سے مراد: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے گناہ۔

iii ایک قول یہ ہے:
کہ مغفرت فتح کا سبب ہے۔ کیونکہ ہم نے آپ کی مغفرت کردی ہے اس لیے ہم نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔

يُتِمَّ نِعْمَتَهُ:

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت، اور حکمت عطا

Scanned with CamScanner

فرمائی۔

ویثبتک علیٰ صراطاً مستقیما:

یعنی ہدایت پر ثابت و برقرار رکھنا۔

متعدد اقوال:

اس آیت کی تفسیر مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:

1:

پہلا قول یہ ہے: کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے گواہ ہیں یا یہ مراد ہے: اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی گناہ سرزد ہو بھی گیا ہو تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2:

مجاہد کا قول ہے
رسالت سے پہلے اور بعد میں جو امور واقع ہوئے ان کی مغفرت کر دی جائے گی۔

3:

امام طبری علیہ الرحمہ نے فرمایا:
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا تھا:
اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر کبھی بھی تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ تو آپ کی طرف یہ وحی کی گئی: کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا۔
یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پہلا کلام تھا جس کی مغفرت کر دی گئی۔

اشکال:

اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبی ہیں اور نبی معصوم ہیں اور معصوم سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا؟

Scanned with CamScanner

جواب:

مفسرین فرماتے ہیں:
ہم نے اس آیت کے بارے میں کہا کہ یہ مجاز پر محمول ہے گناہ سے مراد خلاف اَولیٰ کام ہیں۔ اور معاف کرنے سے مراد: آپ کے درجات کو بلند کیا جانا۔

فلما كثر لحمه:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جسم پر گوشت زیادہ ہو گیا:

علامہ عینی لکھتے ہیں:
اس حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب آپ کے بدن پر گوشت زیادہ ہو گیا۔ علامہ داؤدی نے اس کا انکار کیا ہے۔

امام ابو عبیدہ نے فرمایا:
حدیث مبارکہ میں جو بدن کا لفظ ہے۔ اس سے راوی نے یہ گمان کیا کہ آپ کے بدن کا گوشت زیادہ ہو گیا جب کہ کسی روایت میں ایسے لفظ نہیں ملتے۔
اس لفظ کے معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عمر زیادہ ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص:

یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ان خصائص میں سے ہے جن میں کوئی اور شریک نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علاوہ اور کسی کیلئے کسی حدیث صحیح میں بھی یہ نہ آیا کہ اس کی اگلی اور پچھلی خطاؤں کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ اس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نہایت تعظیم و تکریم ہے اور اطاعت، نیکی، پارسائی میں اوّلین و آخرین میں سے کسی نے اس مقام کو نہ پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا و آخرت میں علی الاطلاق اکمل البشر اور سید البشر ہیں۔

باب

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ

بینھما رجل؛

ان کا نام اسید بن حضیر تھا۔ یہ سورہ کہف پڑھ رہے تھے۔

باب

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

آیت کی وضاحت:

الشجرۃ:

ایک قول یہ ہے کہ یہ درخت بیری کا تھا۔

درخت کے نیچے بیعت:

اگلے سال یہ درخت ان سے گم ہو گیا تھا پس صحابہ کرام نہ جان سکے کہ وہ درخت کہاں گیا۔

کہا جاتا ہے کہ وہ درخت مکہ کے راستے میں تھا۔

نافع کہتے ہیں:

بعد میں لوگ اس درخت کے نیچے آتے تھے نمازیں پڑھتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کٹوانے کا حکم ارشاد فرما دیا۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو خوف تھا کہ لوگ اس کی پرستش نہ کرنے لگ جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے صحابہ کی تعداد 1525 تھی۔

ایک قول ہے: 1400 تھی۔

ایک قول ہے: 1300 تھی۔

Scanned with CamScanner

بیعت رضوان کی وجہ تسمیہ:

حدیبیہ کے مقام پر جن صحابہ نے بیعت کی۔
انہیں چونکہ اللہ پاک کی رضا کی بشارت دی گئی۔ اس لیے
اس بیعت کو " بیعتِ رضوان " ہے۔

بیعت رضوان کا پس منظر:

اس بیعت کا ظاہری سبب یہ پیش آیا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
کو " اشرافِ قریش " کے پاس مکہ بھیجا۔ تاکہ انہیں اس
بات کی خبر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کی زیارت
کیلئے عمرہ کے ارادے سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کا ارادہ
جنگ کرنے کا نہیں ہے۔ اور ان سے (حضرت عثمان)
سے یہ فرما دیا تھا: کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں یہ
بتا دیں کہ مکہ عنقریب فتح ہو جائے گا۔ اللہ ہمارے دین
کو غالب فرما دے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سردارِ قریش کے
پاس گئے انہیں خبر دی۔ قریش اس بات پر متفق رہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سال تشریف نہ لائے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:
آپ طواف کرنا چاہے تو کر لیں۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بغیر طواف نہ کروں گا۔

ادھر حدیبیہ کے مسلمانوں نے کہا:
کہ حضرت عثمان کتنے خوش نصیب ہیں جو کعبہ پہنچے
اور طواف سے مشرف ہوئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہیں کریں گے۔

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق کمزور مسلمانوں کو فتح کی بشارت دی

جب قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی: کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

اس پر مسلمانوں کو بیعت جوش آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صحابہ سے کفار کے مقابلے میں جہاد پر ثابت قدم رہنے کی بیعت لی۔

لقد رضی اللہ علی المومنین:

اس آیت سے معلوم ہونے والے مسائل:

1

بیعت رضوان میں شرکت کرنے والے سارے ہی مخلص مومن تھے۔ اللہ پاک نے انہیں کسی تخصیص کے بغیر مومن فرمایا۔

2 -

یہ بیعت کرنے والے تمام افراد سے اللہ پاک خاص طور پر راضی ہوا۔

3 -

اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت تھی

4 - اس سے یہ معلوم ہوا کہ بیعت ایمان کے علاوہ دیگر معاملات پر کی جا سکتی ہے۔

نہی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم عن الخذف:

کنکر یا پتھر مارنے سے اس لیے منع فرمایا: کہ اس سے دشمن ہلاک نہیں ہوتا نہ ہی شکار لیکن اس سے آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ دانت ٹوٹ سکتا ہے

اس لیے اس میں کوئی مصلحت نہیں۔
نیز اس میں تفصیل یہ ہے کہ کنکر یا پتھر مارنے سے
دشمن سے قتال میں یا شکار حاصل کرنے میں کوئی فائدہ
حاصل ہو سکتا ہو تو جائز ہے۔
جیسے: پرندوں کو غلیل سے مارا جاتا ہے۔

باز الاسلام فی مخلاف

02

01

غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع
فرمایا کیونکہ اس سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔
یہ ممانعت تب ہے جب غسل خانے میں
پانی کے گزرنے کیلئے کوئی جگہ نہ ہو۔ لیکن اگر غسل خانے
میں پانی گزرنے کیلئے پائپ وغیرہ ہو تب حرج نہیں۔
جبکہ پیشاب وغیرہ کرنے کے بعد اس پر پانی بہا دیا جائے۔

باب:
انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا
شاھد مبینا کے معنی میں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
حکم کو بیان کرتے ہیں اس لیے آپ کا نام شاھد رکھا گیا۔

Scanned with CamScanner

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کا اور حقیقت کا مشاہدہ فرماتے ہیں گویا جس کی آپ شہادت دیتے ہیں اس کو دیکھنے والے ہیں۔ اور اُن کے اعمال میں جو اطاعت اور معصیت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بھی شہادت دیتے ہیں۔

شاھد کے معنی:

شاھد کا اصل معنی ہے: جس چیز کا مشاھدہ کیا اس کی خبر دینے والا ہے۔

قتادہ سے منقول ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت اور انبیاء کی گواہی دینے والے ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاھد کہا گیا۔

مبشرا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دینے والے ہیں۔

نذیرا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافرمانوں اور بے عملوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

باب نمبر 5 کی حدیث مبارکہ 4

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

صفین دریائے فرات کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

یہ مرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے

رہے تھے۔ انہوں سورۃ الحجرات کی ایک حصے کی تلاوت کی تھی۔ ان کا مقصد آیت کی تلاوت نہ تھی۔ بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ جو لوگ جنگ نہیں کر رہے ان کے خلاف کیوں بلایا جا رہا ہے۔

کیونکہ اس آیت مبارکہ میں تھا:

جب مومنوں کی دو گروہ باہم جنگ کریں حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں پس اگر وہ رجوع کریں تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں یعنی میں کتاب اللہ پر عمل کرنے کے زیادہ لائق ہوں اور مجھے حق پر اعتماد ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت سہل نے یہ جو فرمایا تھا "کہ تم اپنی رائے پر غلطی کی تہمت لگاؤ تو اس سے مراد خوارج تھے۔ جو فریقین کے درمیان حکم بنانے کو غلط کہتے تھے۔

حضرت سہل نے فرمایا، تمہاری رائے غلط ہے مصلحت کی بناء پر حکم بنانا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیبیہ کے دن مشرکین کے خلاف جنگ موقوف کرنا درست تھا۔ اگرچہ ہم اس کے خلاف تھے۔ لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ اس میں ہی خیر اور مصلحت تھی۔

Scanned with CamScanner

سورۃ النجم

سورۃ نجم

تعارف:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سورت میں 3 رکوع اور 62 آیات ہیں۔ اللہ پاک نے اس سورت کی پہلی آیت میں نجم کی قسم ارشاد فرمائی اس لیے اس سورت کو "سورۃ النجم" کہتے ہیں۔

والنجم:

اس میں "واؤ" قسم کیلئے ہے۔ اور نجم سے مراد ثریا ہے یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ اور عرب میں ثریا کو نجم کہتے ہیں (ثریا ستارے کا نام ہے) ستاروں کو بھی نجم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ طلوع ہوتے ہیں اور ہر طلوع ہونے والا نجم ہے اور نجم سے ثریا کو مراد لینا زیادہ مناسب ہے کہ یہ آسمان کے ستاروں میں سب سے زیادہ روشن اور واضح ہوتا ہے۔

نیز خریف کے آخر میں، ثریا کا ظہور ہوتا ہے تو پھل پک جاتے ہیں۔

لقد کفٰی شعری:

اس سے مراد یہ ہے:

کہ اللہ پاک کی ہیبت اور جلال سے میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔

این انت من ثلث:

یعنی کیا ان تین (3) آیتوں کو ذہن میں حاضر کرنے سے تمہاری فہم غائب ہو گئی؟ بس تمہیں چاہیے کہ ان تین (3) آیتوں کو ذہن میں حاضر کرو۔ تاکہ تمہارا علم ان کو محیط ہو اور جو شخص ان کے خلاف بات کہتا ہے ان کی

تکذیب کرو۔

فقد کذب من حدثک أن محمد رای ربہٗ:

علامہ نووی علیہ رحمہ فرماتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے کسی ارشاد سے دیکھنے کی نفی نہیں کی۔ ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو ضرور ذکر کرتی لیکن انہوں نے آیت کے ظاہر سے استنباط کیا۔

اسی طرح بعض مفسرین کا قول یہ ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔

بعض کے نزدیک: دیکھا ہے۔

صحیح مذھب:

صحیح مذھب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا ہے۔

یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے یا دل کی آنکھوں سے؟

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔

بعض فرماتے ہیں: سر کی آنکھوں سے دیدار کیا۔

بعض فرماتے ہیں: دل کی آنکھوں سے دیدار کیا۔

رویۃ القلب سے مراد:

اس سے مراد یہ ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے قلب میں اللہ پاک نے ایسی چیز پیدا کر دی تھی جس سے اپنے قلب مبارک سے اس طرح دیکھتے تھے جس طرح دوسرے لوگ سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

عموماً دیکھنے کا فعل آنکھوں سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن عقل کے نزدیک رؤیت، آنکھوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔
رؤیت: آنکھوں سے دیکھنے کے متعلق جو قول پایا جاتا ہے وہ یہ حضرت انس بن مالک، حضرت حسن اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق ہے۔

عبداللہ بن عباس نے فرمایا:

کہ اللہ پاک نے حضرت ابراھیم خلت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

حضرت کعب نے فرمایا:

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دو بار کلام فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی دو (2) بار اپنے رب عزوجل کا دیدار فرمایا۔

حضرت عائشہ کا حضور علیہ السلام کا دیدار الٰہی کا انکار کی وجہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیدار الٰہی کا انکار کیا اور کئی صحابہ ایسے ہیں جنہوں نے دیدار الٰہی کو ثابت کیا۔
اس مسئلے کو سمجھنے کیلئے یہاں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نفی میں ہے اور دیگر چند صحابہ کا اثبات میں ہے۔

قاعدہ:

قاعدہ یہ ہے کہ جب نفی اور اثبات میں ٹکراؤ ہو تو اثبات ہی مقدم ہوتا ہے کیونکہ نفی کرنے والا کسی چیز

کی نفی تب ہی کرتا ہے کیونکہ اس نے اس چیز کے بارے میں سنا
نہیں ہوتا۔
اور اس چیز کو ثابت کرنے والا اثبات اس لیے کرتا ہے
اس نے اس بارے میں سُنا ہوتا ہے۔
2 - دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان نقل نہیں فرمایا
بلکہ آیت کے ذریعے مسئلہ اخذ فرمایا
یہ حضرت عائشہ کی اپنی رائے ہے۔
جبکہ درحقیقت آیت مبارکہ میں آیت کی نفی ہے
دیکھنے کی نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے:

باب:

فکان قاب قوسین اوادنی:

اس آیت میں لفظ قوسین سے مراد:
دو ہاتھ۔
ایک معنی ہے: دو کمانیں
اس آیت کی تفسیر یہ ہے:
کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے درمیان اتنا قرب ہوا کہ دو ہاتھوں یا دو کمانوں کے
برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔
دوسری تفسیر یہ ہے:
اللہ کے جلوے اللہ کے محبوب کے درمیان اتنی
نزدیکی ہوئی کہ دو ہاتھ اور دو کمانوں کے برابر بلکہ اس
سے کم فاصلہ رہ گیا ہے۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

فاصلے کی یہ مقدار بتانے میں انتہائی قرب کی طرف اشارہ ہے کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا۔

صحیح قول:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی:

اس سے مراد یہ ہے: کہ اللہ نے اپنے حبیب کو اپنے قرب سے نوازا۔ اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اللہ پاک نے اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قرب فرمایا۔ اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے: کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
اور جبار رب العزت قریب ہوا۔

ثالث فاوحی الی عبدہ ما اوحی

الی عبدہ سے مراد۔

اکثر مفسرین فرماتے ہیں:
اس آیت کے معنی یہ ہیں:
کہ اللہ پاک نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو وحی فرمائی۔
بعض فرماتے ہیں:
اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی فرمائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچادی۔
یہاں جو وحی نازل فرمائی گئی اس کی عظمت و شان کے بارے میں نہ بتایا۔
بقلہ نے فرمایا:
اس وحی میں کیا تھا اللہ نے اس راز کو تمام مخلوق سے مخفی رکھا۔ اور یہ بیان نہ فرمایا: کہ کیا وحی فرمائی ہے۔ کیونکہ محب اور محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو انکے سوا کوئی نہیں جانتا۔

Scanned with CamScanner

علماء فرماتے ہیں:

اس رات میں جو وحی کی گئی تھی وہ کئی قسم کے علوم تھے ان میں چند یہ ہیں۔

1۔ شرعی مسائل اور احکام کا علم جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے۔

2۔ اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرنے کے ذرائع جو خواص کو بتائے جاتے ہیں۔

3۔ ان علوم کی ایک قسم میں وہ اسرار ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں کوئی دوسرا اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

باب:

لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ

بڑی نشانی:

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جنت کے سبز قالین کو دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو بھر دیا تھا۔

امام ضحاک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد "سدرۃ المنتہیٰ" ہے۔

مقاتل نے فرمایا:

کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھا جس صورت میں وہ آسمانوں میں ہیں۔

ایک قول یہ ہے: اس سے مراد "معراج" ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس رات کے سفر کی ابتداء، انتہا اور

Scanned with CamScanner

واپس آتے دوران جو کچھ دیکھا وہ مراد ہے۔

رای جبرئیل له ست له جناح
رای رفرفا اخضر قد سد الافق

ان دونوں میں تطبیق:

ظاہر میں یہ دونوں احادیث متعارض ہیں لیکن امام نسائی کی روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو رفرف پر دکھایا جس نے آسمان و زمین کی سب چیزوں کو بھر دیا تھا۔

رفرف:

رفرف اصل میں باریک ریشم ہے۔ جس کی خوب صورت بناوٹ ہو۔ پھر رفرف کا یہ لفظ پردے کے لیے بھی استعمال ہونے لگا۔

ایک قول ہے: کہ رفرف چادر ہے۔
ایک قول ہے: کہ رفرف فرش ہے۔
ایک قول ہے: کہ رفرف حضرت جبرائیل علیہ السلام کا لباس تھا۔

باب:

افرأیتم اللات والعزیٰ
(کیا تم اللات والعزیٰ کو دیکھا)

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

علامہ ثعلبی نے کہا: اللات کا لفظ اللہ سے ماخوذ ہے پھر اس کے ساتھ مؤنث کی تاء ملا دی گئی پھر یہ مؤنث

کا صیغہ ہو گیا

دوسرا قول یہ ہے

کہ کفار نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے باطل معبود کا نام اللہ کے نام کے ساتھ رکھیں تو اللہ پاک نے اپنے نام کو محفوظ رکھنے اور اسکی حرمت کی حفاظت کرنے کیلئے اس لفظ کو "اللات" کی طرف منصرف کر دیا۔

اللات سے مراد:

اللات طائف میں پتھر کی ایک چٹان کا نام ہے۔ ابن زید نے کہا:

کہ اللات ایک گھر میں کھجور کا درخت تھا جس کی قریش عبادت کیا کرتے تھے۔

العزیٰ:

العزیٰ ایک دوسرا درخت تھا جس کی قبیلہ غطفان عبادت کیا کرتے تھے یہ مجاھد کا قول ہے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں۔

یہ وہی درخت کا جس کو کاٹنے کیلئے حضور علیہ السلام نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا تھا اور آپ نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا۔

حاجیوں کو ستو گھول کر پلاتا تھا۔

ایک مرد حاجیوں کے آنے پر ستو گھولتا تھا عرب کے لوگ اس مرد کی بڑی تعظیم کرتے تھے کیونکہ وہ ہر حج کے موقع پر یہ کام کرتا تھا۔ اس کا نام امر تھا۔

ایک قول یہ ہے: اس کا نام ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس نے بہت طویل عمر پائی جب وہ مر گیا تو جس جگہ وہ ستو گھولتا تھا۔ وہاں ایک عبادت بنا دی گئی۔ پھر ان پر منکشف ہوا کہ جس چٹان پر وہ بیٹھتا تھا وہاں

ایک بت بنا کر رکھ دیا جائے اور اس کا نام "اللات" رکھ دیا جائے۔

کیا تم نے اللات و عزی کو دیکھا؟

یہاں پر لوگوں کو اللہ پاک کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ان آیات میں ارشاد فرمایا گیا

کیا تم نے ان بتوں کو تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھا ہے اگر تم اس نظر سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ بت محض بے قدرت ہیں۔

اور اللہ پاک جو قادر مطلق ہے۔ اسے چھوڑ کر ان بتوں کو پوجنا اور ان کو اللہ کا شریک ٹھہرانا کس قدر ظلم اور عقل دانش کے خلاف ہے۔

بات:

و مناۃ الثالثۃ الاخری۔

مناۃ سے مراد

انصار اور قبیلہ غسان کے لوگ اسلام لانے سے پہلے مناۃ کی تعظیم کیلئے احرام باندھتے تھے۔ مناۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا۔ یہ بت خزاعہ اور ہزیل کا تھا۔

مناۃ نام رکھنے کی وجہ:

اس بت کا نام مناۃ اس لیے رکھا گیا اس پر جانوروں کا خون بہایا جاتا۔ اور عربی میں بہائے جانے کیلئے یمنی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے اسکا نام مناۃ رکھا گیا۔

تفسیر ابن عباس میں ہے

مناۃ ساحل سمندر کے پاس ایک بت تھا جس

Scanned with CamScanner

کی پرستش کی جاتی ہے۔
ایک روایت یہ ہے:
یہ بت مشلل میں ہے یہ قدید کی ایک ہے

سمعت عروۃ قلت لعائشۃ:

علامہ عینی

اس حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے:
کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا تھا کہ اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے: کہ جو صفہ مروہ کے درمیان طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ حالانکہ صفہ و مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو سمجھایا کہ اگر بات اس طرح ہوتی جس طرح تم کہہ رہے ہو۔ تو اللہ پاک فرماتا: کہ جو صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔
جبکہ اللہ عزوجل نے فرمایا:
جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اس کی وجہ:

اس کی وجہ یہ ہے کہ انصار اور غسان کے قبیلے اسلام لانے سے پہلے مناۃ کی تعظیم کیلئے احرام باندھتے تھے اور صفا اور مروہ میں اس کی تعظیم کرتے تھے
پھر اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس سعی کو مکروہ سمجھا۔ کیونکہ یہ سعی قبل از اسلام مناۃ کی تعظیم کیلئے کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:
کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے:
کہ صفا اور مروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہے

سو جو اللہ کیلئے حج یا عمرہ کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب

فاسجدوا للہ واعبدوا

مشرکین کے سجدہ کرنے کی توجیحات:

1 - مشرکین نے اس لیے سجدہ کیا کیونکہ یہ پہلی آیت سجدہ تھی جو نازل ہوئی تھی۔ تو انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے معبودوں کیلئے سجدہ کریں۔

2 - یا مشرکین نے بلا قصد سجدہ کیا تھا۔

3 - مشرکین نے اس لیے سجدہ کیا کیونکہ وہ اس مجلس میں مسلمان کی مخالفت سے ڈر گئے تھے۔

١٦

٥١

سورۃ الواقعہ

مقام نزول:

سورۃ الواقعہ اس آیت
اَفَبِھٰذَا الْحَدِیْث اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ۔
کے علاوہ مکیہ ہے۔
اس سورت میں تین رکوع ہیں اور 96 آیات مبارکہ ہیں۔

وجہ تسمیہ:

واقعہ قیامت کا نام ہے۔ اس سورت کی پہلی آیت میں الواقعۃ کا لفظ ہے۔ اسی مناسبت سے اسے واقعہ کہتے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے:
حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
اپنی عورتوں سورۃ الواقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورت غنی (یعنی محتاجی) کو دور کرنے والی ہے۔

سورۃ الواقعہ کے مضامین:

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک کی وحدانیت کے دلائل، حشر کے احوال، اور لوگوں کے انجام کو بیان کیا گیا۔

اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی:
اس سورت کے آغاز میں قیامت قائم ہونے اور اس وقت زمین کے تھرتھرانے اور پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے کا ذکر کیا گیا۔

حساب کے وقت لوگوں کی تین قسمیں بیان کی گئی۔ پہلی دائیں جانب والے، دوسرے بائیں جانب والے، تیسرے سبقت لے جانے والے۔

كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم

باب إثم من أشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة

مرتد کی تعریف:

وہ لوگ جو مسلک معتدل سے تجاوز کرتے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں اور علم کے باوجود حق کو رد کرتے ہیں۔

ظلم کی تعریف:

ظلم کا معنی ہے: کسی چیز کو اس کی جگہ اور محل کے غیر میں رکھنا پس مشرک وہ ہے جو عبادت کو غیر محل میں رکھتا ہے۔

لئن أشركت ليحبطن عملك

اس آیت میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے لیکن مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک کا صدور محال ہے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مراد ہے۔ اور اعمال تب برباد ہونگے جب شرک کرنے والا شرک کی حالت میں ہی مر گیا۔

الذين آمنوا ولم يلبسوا إيمانهم بظلم:

یہاں پر ظلم سے مراد "ظلم عظیم یعنی شرک" ہے

سوال:

اگر سوال کیا جائے کہ ایمان کے ساتھ شرک کیسے جمع ہو سکتا ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے ان لوگوں میں جمع ہو گا

Scanned with CamScanner

جنہوں نے کہا: یہ بت اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا۔

حَتّٰی قُلْنَا: لَیْتَهٗ سَکَتَ۔

سوال یہ قائم ہوتا ہے کہ صحابہ تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کلام سے اکتاھٹ کا شکار نہ ہوا کرتے تھے پھر انہوں نے یہ کیوں فرمایا؟ کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم چپ ہو جائیں۔

جواب:

صحابہ علیہم الرضوان کا یہ قصد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آرام پہنچانے کیلئے تھا۔

یمین غموس:

یمین غموس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنے صاحب کو گناہ یا جہنم میں ڈبو دیتی ہے۔

الذی یَقْتَطِعُ مَالَ:

اس میں جو لفظ یَقْتَطِعُ مَالَ کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے:

"کہ وہ اس کے مال کے ایک حصے کو اپنے مال کے ساتھ ملالے"

یمین غموس وہ قسم ہے جس میں قسم کھانے والے کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ یہ قسم حقیقت کے خلاف ہے۔

ومن أساء في الإسلام أخذ بالأول والآخر:

بعض علماء فرماتے ہیں:

اسلام لانے کے بعد برے اعمال سے مراد دین میں ارتداد کیا۔ پھر اگلے اور پچھلے دونوں اعمالوں کا مواخذہ ہوگا۔

سوال:

اسلام لانے کے بعد پچھلے اعمال مواخذہ کیوں لیا جائے گا حالانکہ اسلام تو پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟

جواب:

اس کی تاویل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اسلام لانے کے بعد دوبارہ زمانہ جاہلیت والا کام کیا تو اس کو عار دلائی جائے گی اور کہا جائے گا: کہ کیا تم نے زمانہ جاہلیت میں یہ کام نہ کئے تمہارے اسلام نے تمہیں اس کام سے دوبارہ کیوں نہ روکا؟ پھر اسکو اس کی معصیت کی سزا دی جائے گی۔

علامہ کرمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اسلام لانے کے بعد برا کام کرنے سے مراد یہ ہے: کہ اس کا اسلام صحیح نہ ہو۔ (یعنی اس میں اخلاص نہ ہو)۔

زندیق کے معنی:

جو شخص کفر کو چھپاتا ہے ایمان کو ظاہر کرتا ہے جیسے: منافق وہ زندیق ہے۔

جو ثنویہ کی عبادت کرتے تھے ان کو زندیق کہا جاتا تھا۔

جس کا کوئی دین نہ ہو اس کو زندیق کہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یہ روافض کی ایک جماعت ہے۔ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ معاذ اللہ حضرت علی خدا ہیں۔ ان کا رئیس عبداللہ بن سبا تھا جو کہ یہودی تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا دیا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ چند لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا انہیں دکھلایا پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا۔ ان کے لیے گھڑا کھودا گیا اس میں ان کو ڈالا گیا پھر ان کے اوپر لکڑیاں ڈالی گئیں پھر ان لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔

اللہ کے عذاب کی طرح عذاب نہ دینے سے منع کرنے کی توجیہ:

احتیاط یہ ہے کہ نہ جلایا جائے۔ لیکن منفعت کے سبب جلایا جا سکتا ہے۔ البتہ اس حدیث مبارکہ میں جلانے کا حکم پایا گیا یہ حکم بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔ مرتد کو جلانا یہ اس کی اہانت میں مبالغہ کیلئے ہے۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں کو ڈرانے کیلئے ہے۔

معی رجلان من الاشعریین:

ان دونوں اشخاص کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا یہ کون تھے۔ البتہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے انہوں نے اس بات کا سوال کیا تھا کہ انہیں کسی جگہ کا حاکم بنا دیا جائے۔

لا نستعمل علی عملنا من اراده:

لہذا اگر کوئی خود کسی منصب کا مطالبہ کرے، اسے اس منصب پر فائز کرنا شرعاً جائز نہیں۔

وأرجو في نومتي ما أرجو في قومتي:

کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیند میں اپنے آپ کو آرام پہنچانے سے اجر کی امید کی جائے

کہ جب نیند سے آرام پہنچ جائے گا تو وہ زیادہ تروتازگی سے عبادت میں قیام کر سکے گا۔

باب:

قتل من أبى قبول الفرائض وما نسبوا إلى الردة

وضاحت:

علامہ بدرالعینی فرماتے ہیں:

جن لوگوں نے فرائض قبول کرنے سے یا احکام واجبہ قبول کرنے سے انکار کیا تو علماء کا اس پر اجماع ہے جو شخص کسی فرائض کی ادائیگی سے منع کرے یا کسی دوسرے کو واجب کی ادائیگی سے منع کرے

فرماتے ہیں:

نیز جو شخص زکوۃ کے واجب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو لیکن ادائیگی کا انکار کرے ہیں اگر وہ ہمارے درمیان رہتا ہو اور ہم سے جنگ نہ کرے، اور نہ تلوار کے زور پر زکوۃ کی ادائیگی کا انکار کرے تو اس سے جبراً زکوۃ وصول کی جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو قتال کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے تلوار کے زور پر زکوۃ کی ادائیگی کا انکار کیا تھا اور تمام امت کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے جب صورتحال ایسی ہو جائے تو ایسے لوگوں سے قتال واجب ہے۔

مرتد کا حکم:

اگر کوئی مرد مرتد ہو جائے تو بادشاہ اسلام اس پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا۔ اگر اسلام قبول نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔

مرتدہ کا حکم:

امام اعظم کے نزدیک اگر عورتیں مرتدہ ہو جائیں تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا قید کیا جائے گا اور اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔

باب:

اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّیُّ وَغَیْرُہٗ بِسَبِّ النَّبِی وَلَمْ یُصَرِّحْ نَحْوُ قَوْلِہٖ السَّامُ عَلَیْکَ

عرض:

تعریض کا مطلب یہ ہے:

کہ متکلم ایسی بات کہے جو مختلف معنی کا احتمال رکھتی ہو ایک متکلم کے ذہن میں ایک مخاطب کے ذہن میں ہو۔

یہاں تعریض کے اصطلاحی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کنایۃً سب و شتم کرے

امام اعظم علیہ الرحمہ:

اگر مسلمان تھا کنایۃً سب و شتم کیا تو مرتد ہو جائے گا اگر ذمی ہے تو اس کے عہد کو نہیں توڑا جائے گا۔

یہودی کو قتل نہ کرنے کی وجہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے زیادہ سنگین چیز کے اندر یہودیوں کو قتل نہیں کیا اور وہ ان کا شرک ہے۔
اس کے علاوہ جو اس نے موت کی بد دعا کی تھی تو موت ایسی چیز ہے جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے۔

اشکال:

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض یہودیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور بعض کے قتل کا حکم نہیں دیا اس کا جواب یہ ہے:

جواب:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب و شتم کی بناء پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ فقط یہی کام نہ کرتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دوسروں کی مدد کرتے تھے اور ان لوگوں کو جمع کرتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کریں۔

باب:

قتال الخوارج والملحدین بعد اقامة....

خوارج سے مراد:

خوارج کا لفظ "خارجۃ" کی جمع ہے۔
یہ وہ جماعت ہے جو دین سے نکل گئی۔ ان کو خوارج اس لیے کہا جاتا ہے:
کہ انہوں نے مسلمانوں کی بہترین جماعت سے خروج کیا۔

Scanned with CamScanner

علامہ شہرستانی نے کہا:

ہر وہ شخص جو برحق امام کے خلاف خروج کرے۔ خواہ وہ صحابہ کے زمانہ میں ہو یا اس کے بعد۔

ایک قول یہ ہے:

کہ یہ لاعلیموں کی ایک جماعت ہے جن کے مخصوص نظریات ہے۔

مثلاً: جو بندہ گناہ کبیرہ کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہےان کو خوارج کہا جاتا ہے۔

ملحدین سے مراد:

ملحدین سے مراد:

وہ جو حق سے عدول کرتے ہیں اور باطل کی طرف میلان کرتے ہیں۔

بعد اقامۃ الحجۃ علیھم:

اس سے امام بخاری نے یہ اشارہ کیا ہے:

کہ خارجی ہو یا اس کا غیر اس کے خلاف قتال کرنا اس وقت واجب ہے جب اس پر حجت پیش کی جائے اور اس کو حق کی دعوت دی جائے۔ اور جس معاملے میں اشتباہ ہو گیا ہے اس کو زائل کیا جائے۔ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے انکار کرے تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

علامہ رافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خوارج بدعتی لوگ ہیں ان کی بدعت کی اصل یہ ہے: کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف خروج

کیا۔ کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تھا: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو پہچانتے ہیں ان کو پکڑنے پر قادر ہے ان سے قصاص نہیں لیتے اور وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید بھی خوارج کے شخص "عبدالرحمن بن ملجم" نے کیا تھا۔

فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ:

یعنی جب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو ازروئے کنایہ تو کوئی بات نہیں کہتا نہ تعریض کے طور پر نہ توریہ کے طور پر۔
لیکن جب میں تم سے کسی اور کی بات کرتا ہوں تو تب میں کنایہ، توریہ اور تعریض سے بھی کام لیتا ہوں تاکہ جب وہ مجھ سے جنگ کرے اسے شبہ میں مبتلا کرے۔

اعتراض:

اس میں ایک اعتراض لازم آتا ہے کہ یہاں ایک آخری زمانہ کا ذکر ہے جبکہ خوارج کا خروج تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔

جواب:

آخر سے مراد صحابہ کے زمانے کا اخیر ہے اور اس کا یہ بھی جواب ہو سکتا ہے: کہ ان کا ظہور متعدد بار ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی اور ان کے بعد قرب قیامت میں بھی۔

شارحین فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے سے مراد وہ لوگ ہیں

جو طالبان کے نام مشہور ہیں وہ ایسی عقائد کے حامل ہیں
اہل سنت کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں
پر کفار کی آیتوں کا اطلاق کرتے ہیں۔

حناجر:
اس سے مراد وہ نالی ہے جس سے کھانا گزرتا ہے
وہ زبان سے اسلام لائے گے دل سے نہیں۔
یَمْرُقُونَ مِنَ الدِّینِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ
یعنی وہ اپنی بدعت اور گمراہی کی وجہ سے دین
سے نکل جائیں گے جس طرح جب تیر شکار کے نشانے پر
لگ جائے اور اس کے پار ہو جائے تو شکار سے نکل
جاتا ہے۔
اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں آیا:
کہ وہ حق سے نکل جائیں گے۔

باب
مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأْلِيفِ ....

تألیفِ قلب کی وجہ:
تالیف قلب ابتدائے اسلام میں ہوتی تھی جبکہ
اس کی ضرورت تھی تاکہ اس سے دین سے ضرر کو دور کیا
جائے۔ لیکن اس زمانے میں اللہ پاک نے اسلام
کو بلند کیا ہے

جاءَ عبدُ اللهِ ذو الخویصرة التمیمی:
رہا ذوالخویصرہ۔ اس کے قتال سے اس لیے منع
کیا گیا کیونکہ اس کے جہل کی وجہ اسے معذور قرار دیا

Scanned with CamScanner

گیا۔

ذوالخویصرہ کون تھا:

ایک قول یہ ہے کہ یہ ابن ذوالخویصرہ تھا۔ اس کا نام حرقوص بن زہیر تھا۔ یہ خوارج کی اصل ہے۔

علامہ ابن اثیر

انہوں نے بھی اس پر اعتماد کیا۔

انہوں نے فرمایا:

ذوالخویصرہ صحابی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں یہ دلیل ہے کہ اس شخص کو قتل کرنا مباح تھا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سوال پر اعتراض نہیں کیا تھا اور اسے زندہ رکھنا کسی علت کی وجہ جائز ہے۔

حروریہ سے مراد:

خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جدا ہو کر جس مقام پر ٹھہرے اسے حروراء کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو حروریہ کہا جاتا ہے۔

باب:

ما جاء في المتأولين

وضاحت:

اس باب میں ان احادیث کا بیان ہے جو تاویل کرنے کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔

علماء کا اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ ہر تاویل کرنے والا اپنی تاویل میں معذور ہے اس کو ملامت نہیں کی جائے گی۔ جبکہ اس کی تاویل عرب کے قواعد کے

مطابق ہو۔ اس کو اس تاویل کے متعلق دلیل کا علم ہو۔
کیا یہ نہیں دیکھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب
ایک شخص کو چادر سے بکثر کر گھسیٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس پر ملامت نہیں کی۔ بلکہ اجتہاد کی وجہ سے معذور
قرار دیا۔

روضۃ الحاج:

یہ جگہ مکہ کے قریب ہے یا مدینہ کے۔
علامہ واقدی علیہ الرحمہ نے فرمایا:
یہ جگہ ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔

مَا هُوَ

اہل عرب محاورات میں ایسے جملے استعمال کرتے تھے
یہ اس جگہ استعمال کرتے تھے جہاں مخاطب کے فعل اور
قول کو بعید قرار دیا جائے۔ تنبیہ کرنا اور بددعا کرنا مقصود
نہ ہو۔

تمت بالخیر
30_1_2023
رابعہ باجی جان

بارک اللہ فی علمک
وعملک
اللہ عزوجل حقیقی مشق کی طرح
مطالعہ علم نافع عطا فرمائے
علم دین کی سعادت نصیب
فرمائے آمین اللھم آمین